إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

بیشک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

مقام قرآن و حدیث

اور

فتنہ قادیانیت



تالیف : عبید اللہ لطیف حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی : ابو عبد اللہ محمد شعیب حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر: خاتم النبیین اکیڈمی ستیانہ بنگلہ فون: 0304-6265209 0323-7669236 0323-7660824

www.ircpk.com

مؤلف کی دیگر کتب

1. مقام صحابہ اور فتنہ قادیانیت
2. مقام رب العالمین اور فتنہ قادیانیت
3. مقام حرمین شریفین اور فتنہ قادیانیت (زیر طبع)
4. مقام انبیاء اور فتنہ قادیانیت (زیر طبع)
5. فتنہ قادیانیت حقائق کے تناظر میں (زیر طبع)
6. مضف مزاج قادیانیوں سے چند سوالات (زیر طبع)
7. اسلام عورت اور پردہ (زیر طبع)
8. اربعین تقویٰ (زیر طبع)

نام کتاب

مقام قرآن وحدیث اور فتنہ قادیانیت

تالیف...عبید اللہ لطیف حفظہ اللہ تعالیٰ
نظر ثانی...ابو عبد اللہ محمد شعیب حفظہ اللہ تعالیٰ
فاضل مدینہ یونیورسٹی
سرورق...یاسر لطیف زبیر
اشاعت اول .... جولائی 2012ء
ناشر...خاتم النبیین اکیڈمی ستیانہ بنگلہ
قیمت...

ملنے کے پتے

1۔ لطیف پرنٹرز اینڈ اسلامک سی ڈی سنٹر مسلم مارکیٹ ستیانہ بنگلہ
2۔ مکتبہ اسلامیہ کوتوالی روڈ فیصل آباد
3۔ دار الاندلس مرکز خیبر نشاط آباد فیصل آباد
4۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
5۔ اقراء قرآن محل کوتوالی روڈ فیصل آباد

فہرست مضامین

مقام قرآن وحدیث اور فتنہ قادیانیت

عرض مؤلف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ))

ترجمہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے' گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں' نماز قائم کرنا زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے بعینہ قادیانی مذہب کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (1) توہین رب العالمین (2) توہین انبیاء (3) توہین صحابہ (4) توہین قرآن وحدیث (5) توہین حرمین شریفین۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ دین اسلام کی کوہان ہے اس کے برعکس قادیانی مذہب کی کوہان یعنی قادیانی مشن یہود ونصاریٰ کی چاکری اور جہاد فی سبیل اللہ کی مخالفت ہے۔ زیر نظر کتابچہ میں قرآن وحدیث کے مقام کا اسلام اور قادیانی مذہب کے مابین تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور قرآن وحدیث کی تدوین کے حوالہ سے مواد فضیلۃ الشیخ عبدالسلام رستمی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''انکار حدیث سے انکار قرآن تک'' سے لیا گیا ہے۔ اور حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ احادیث کے حوالہ جات ان کے اصل مآخذ سے دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بندہ ناچیز کی دین اسلام کے دفاع میں کی گئی اس ادنیٰ سی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہماری اخروی نجات کا سبب بنادے۔ آمین

العبد الضعیف

عبیداللہ لطیف 36 گ ب ستیانہ بنگلہ فیصل آباد 0322--0313-6265209

Email:ubaidullahlatif@gmail.com

مقام قرآن وحدیث اور فتنہ قادیانیت

قرآن پاک پر ایمان لانا مسلمان ہونے کیلئے بنیادی شرط:۔

قرآن مجید نبی آخرالزماں جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب ہے قرآن مجید کلام الٰہی ہے اس پر ایمان لانا اور یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ جو اوامر ونواہی اس میں بیان ہوتے ہیں وہ سو فی صد درست ہیں اور ان کے مطابق زندگی گزارنا عین فرض ہے قرآن مجید پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے بنیادی شرط ہے اسی حوالے سے اللہ رب العزت قرآن مقدس میں فرماتے ہیں کہ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا o(النساء:136)

ترجمہ؛ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اس کے رسول اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر بھی جو اس نے پہلے نازل کی۔اور جو شخص اللہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کا انکار کرے تو وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

قرآن مجید وحی الٰہی ہے اور اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں 27 مرتبہ اپنی طرف اس بات کی نسبت کی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی وحی کردہ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (الکھف 27)

ترجمہ؛ اور آپ کے رب کی کتاب میں سے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اسے تلاوت کیجئے۔

کیا اتباع قرآن فرض ہے؟

اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ اتباع قرآن فرض ہے کیونکہ رب کائنات نے

اس کے لیے قرآن مقدس میں چھ مرتبہ امر کا صیغہ استعمال کیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (الانعام:155)

اور یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا ہے لہٰذا اس کی اتباع کرو۔

قرآن مقدس کی اصل زبان:۔

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف :2)

یعنی بے شک ہم نے اسے عربی قرآن میں نازل کیا ہے۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (الشعراء:195)

ترجمہ؛ واضح عربی زبان میں نازل کی گئی۔

اللہ رب العزت قرآن مقدس کے سچا ہونے کا واضح اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ :48)

اور (اے پیغمبر علیہ السلام) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان سب پر نگران ہے۔

قرآن مقدس کے متعلق اللہ تعالی کے چیلنج:۔

پہلا چیلنج:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا o (بنی اسرائیل :88)

ترجمہ؛ (اے میرے نبیؐ) کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس

قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

دوسرا چیلنج؛

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o(هود :13)

ترجمہ؛ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے (قرآن) از خود بنا لیا ہے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔

تیسرا چیلنج:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ o(البقره 24-23)

ترجمہ؛ اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

چوتھا چیلنج:۔

فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ o(الطور 34)

کہ اگر یہ سچے ہیں تو ایسا کلام بنا کر تو لائیں۔

حفاظت قرآن مجید؛

دوسری الہامی کتابوں کی بہ نسبت قرآن مجید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خالق کائنات نے لی ہے اور اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9)

ترجمہ؛ بے شک ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

مزید فرمایا

وَاتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ o(الكهف :27)

یعنی: اور اپنے رب کی کتاب پڑھتے رہیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔

قرآن مقدس کی حفاظت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ رب کائنات فرماتا ہے کہ

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ o(القيامة :17)

کہ اس کو جمع کرنا اور اس کو پڑھانا ہمارا کام ہے

جمع قرآن کے ادوار:۔

دورنبویؐ:۔

دورنبویؐ میں حفظ قرآن پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم علیہ السلام کاتبین وحی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے قرآن مجید کو لکھوا لیا کرتے تھے۔ اور کتابت کے لیے درج ذیل چیزوں کا استعمال ہوتا تھا۔

(1) دباغت دی ہوئی کھال

(2) پتھر کی سلیں

(3) اونٹ کے شانے

(4) کھجور کی شاخوں کے چھلکے

(5) اونٹ کے کجاوے کی چھوٹی لکڑیاں

قرآن مجید میں حفظ کے ذریعے حفاظت قرآن کا بھی خاص طور پر ذکر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ o(العنكبوت:49)

ترجمہ؛ بلکہ یہ کھلی اور روشن آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے

الغرض نبی کریم علیہ السلام کے دور میں مکمل قرآن پاک آیات اور سورتیں ترتیب کے ساتھ ٹکڑوں کی صورت میں موجود تھا لیکن کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہیں تھا اور حفاظ کرام نے بھی اس مجموعے کو مکمل طور پر حفظ کیا تھا اور جبرائیل علیہ السلام بھی ہر سال نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دور کیا کرتے تھے۔

(2) دور صدیقی:۔

جب جنگ یمامہ جو مسیلمہ کذاب کے خلاف ہوئی تھی اس میں سات سو کے قریب حفاظ کرام صحابہ شہید ہو گئے تھے اور یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں قرآن مجید سارے کا سارا یا اس کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ تو ایسے حالات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کی کہ قرآن مجید کو ایک جگہ پر جمع کر دیا جائے۔

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداء میں تو اس بات کی مخالفت کی بعد ازاں قرآن مجید کو ایک جگہ پر جمع کرنے پر رضا مند ہو گئے۔ پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس جو جو حصہ قرآن پاک کا لکھا ہوا تھا اس کو دو حفاظ صحابہ کرام کی شہادت و گواہی کے بعد اکٹھا کیا اور اس مجموعے کو ایک کتابی صورت میں مصحف بنا کر حکومت کی نگرانی میں رکھ دیا جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہا اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ مصحف ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔

(صحیح بخاری، فتح الباری کتاب فضائل القران باب جمع القرآن)

(3) دور عثمانی:۔

احادیث اور تاریخ اسلام میں محدثین اور مورخین نے اس بات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے

دور دراز علاقوں تک پہنچا تو ہر نئے علاقے کے لوگ جب مسلمان ہوتے تو وہ ان مجاہدین اسلام یا ان تاجروں سے قرآن کریم سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تھی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ قرآن کریم کی سات قرائتیں ہیں اور مختلف صحابہ کرام نے نبی کریم علیہ السلام سے مختلف قراءتوں سے قرآن کریم سیکھا تھا اس لیے ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اسی قراءت کے مطابق پڑھایا جس کے مطابق خود اس نے نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ پڑھا تھا اس طرح قراءتوں کا یہ اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا تو بعض نو مسلم اس بات پر آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قراءتوں کو غلط قرار دینے کی غلطی میں مبتلا ہوں گے دوسرے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے جمع کیے ہوئے نسخہ کے جو مدینہ منورہ میں موجود تھا کے سوا پورے عالم اسلام میں ایسا کوئی اور معیاری نسخہ موجود نہ تھا جو پوری امت کے لیے تصحیح کا معیار بن سکے۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مصحف کی کاپیاں کروا کر پوری دنیا میں بھیجیں اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی قرآن مجید مختلف حصوں میں اور مختلف شکلوں میں موجود تھا ضائع کروا دیا تا کہ امت مسلمہ انتشار وافتراق سے بچ سکے۔

(بحوالہ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن)

محترم قارئین! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کے بھیجے ہوئے دو نسخے اب بھی موجود ہیں ایک تاشقند کے عجائب گھر میں اور ایک ترکی کے دارالحکومت استنبول میں موجود ہے۔

محترم قارئین! قرآن مقدس آغاز میں بغیر نقاط اور اعراب کے پڑھا جاتا تھا حجاج بن یوسف نے قرآن مجید پر اعراب اور نقاط لگانے کا کارنامہ سرانجام دیا جب حجاج نے یہ کام شروع کروایا تو یہودیوں نے قرآن مقدس میں سورۃ الکہف میں ایک مقام پر تبدیلی کے لیے حجاج کو طرح طرح کی ترغیبات اور لالچ دیئے لیکن حجاج نے ان تمام ترغیبات کو ٹھکرا دیا کیونکہ قرآن مقدس کی حفاظت کی ذمہ داری رب کائنات نے لی ہے جو تبدیلی یہودی کروانا چاہتے تھے وہ یہ تھی کہ سورۃ الکہف میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے جب یہ دونوں ایک بستی والوں کے

پاس پہنچے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں کھانا دینے سے انکار کردیا۔ یہاں پہ قرآن مقدس میں اَبَوْ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے انکار کرنا یہودیوں نے کہا تھا کہ اَبَوْ کی جگہ اَتَوْ لکھ دیا جائے جس کا مفہوم تھا کہ انہوں نے مان لیا۔ یہ واقعہ سورۃ الکہف کی آیت نمبر 77 میں بیان ہوا ہے۔

مقام حدیث وحفاظت حدیث:۔

جس طرح قرآن مجید کلام الٰہی ہونے کے سبب حجت ہے اسی طرح حدیث رسول بھی فرمان نبوی ہونے کے سبب حجت ہے۔ کیونکہ قرآن مقدس کی وضاحت اور تشریح جب تک فرمان نبوی سے نہ کی جائے تو دین اسلام ادھورا رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں رب کائنات نے فرمایا ہے کہ

ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗo(القیامة :19)

یعنی پھر اس کو بیان کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

نیز فرمایا

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:44)

ترجمہ؛ اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے واضح کردیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔

حدیث رسول کے حجت ہونے کے بارے میں قرآن مقدس میں ارشاد ہے کہ

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ وَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا(الحشر:7)

ترجمہ؛ اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

محترم قارئین! جس طرح رب کائنات نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح قرآن مجید کی وضاحت یعنی حدیث رسول کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کو حفظ

کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث رسول کو بھی حفظ کیا کرتے تھے اور نبی کریم علیہ السلام کے دور میں ہی کتابت حدیث کا کام بھی شروع ہو گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں حسن بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں دکھائیں اور فرمایا کہ یہ میرے پاس مکتوب ہے۔

(بحوالہ فتح الباری 207/1، تحت حدیث 113 مندرجہ انکار حدیث سے انکار قرآن تک از فضیلۃ الشیخ عبدالسلام رستمی مطبوعہ دارالسلام)

نبی کریم علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ

''میری حدیثیں لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ سے صرف حق نکلتا ہے'' (سنن ابی داؤد کتاب العلم حدیث 3646)

صحابہ کرام کے تحریری مجموعے؛

(1) صحیفہ صادقہ؛

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہزار احادیث پر مشتمل صحیفہ صادقہ یہ اب مسند احمد میں مکمل طور پر موجود ہے۔ اس صحیفے کی روایت عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص کے توسط سے پوری طرح منقول ہے۔ اور اکابر محدثین نے اس روایت پر اعتماد کر کے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ (تاریخ الحدیث والمحدثین ص 210)

(2) صحیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اس میں صدقات اور زکوٰۃ کے احکامات درج ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے یہ صحیفہ پڑھا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب تدوین حدیث کا کام شروع کیا تو یہ صحیفہ انہیں عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے موصول ہوا۔ (موطا امام مالک ص 109)

(3) صحیفہ عثمان رضی اللہ عنہ

اس صحیفے میں زکوٰۃ کے احکام درج تھے اس کے متعلق امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے

کتاب الجہاد میں واقعہ بیان کیا ہے۔

(4) صحیفہ علی رضی اللہ عنہ

اس میں زکوٰۃ' صدقات' دیت' قصاص' حرمت مدینہ' خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔ یہ صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کے پاس تھا پھر امام جعفر کے پاس آیا اور انہوں نے حارث کو لکھ کر دیا۔

(تدوین حدیث برہان دہلی وصحیح بخاری کتاب العلم حدیث 111)

(5) مسند ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ

اس کے بہت سے نسخے عہد صحابہ میں لکھے گئے تھے اس کی ایک نقل عمر بن عبدالعزیز کے والد عبدالعزیز بن مروان والیٔ مصر کے پاس تھی عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرۃ کو لکھا تھا کہ آپ کے پاس صحابہ کرام کی جتنی مرویات ہیں وہ ہمیں لکھ کر بھیج دیں مگر ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرویات بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی ہمارے پاس موجود ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد 448/7)

اس کے علاوہ صحیفہ انس' خطبہ فتح مکہ (جو ابوشاہ کے لیے لکھا گیا تھا) صحیفہ جابر بن عبداللہ' مرویات ابن عباس' مرویات عائشہ اور صحیفہ عمرو بن حزام (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر مقرر کیا تو انہیں لکھ کر دیا گیا تھا اس صحیفے میں فرائض' سنن' صدقات ودیات اور دیگر 21 فرامین نبویہ شامل ہیں) مزید برآں رسالہ سمرہ بن جندب' رسالہ سعد بن عبادہ اور صحیفہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جس کے بارے میں ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے حلفاً کہا تھا کہ یہ ان کے باپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

(جامع بیان العلم 300/1)

یہ تمام صحیفے رسالے اور کتب صحابہ کرام کی تحریریں تھیں جن میں انہوں نے مرفوع احادیث جمع کی تھیں۔

(بحوالہ انکار حدیث سے انکار قرآن تک از مولانا عبدالسلام رستمی)

مرزا قادیانی کی طرف سے تحریف وتوہین قرآن:۔

محترم قارئین! صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں اور دور نبوی میں احادیث کی کتابت کا کام شروع ہو چکا تھا جس کی مختصر تفصیل اوپر درج کر دی گئی ہے اور ان احادیث کی حفاظت کی بھی ذمہ داری پروردگار عالم کی ہے اور ان احادیث کو حجت سمجھنا ضروری ہے لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے نہ صرف قرآن پاک میں تحریف کرنے کی ناپاک جسارت کی بلکہ احادیث کے بارے میں بھی تحقیر آمیز انداز اختیار کیا آیئے ذرا مرزا قادیانی کے قلم کی خباثتیں ملاحظہ کریں مرزا قادیانی رقمطراز ہے کہ

(1) ''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص 522 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3
مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص 623)[1]

(2) ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''

(حقیقۃ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220)[2]

(3) محترم قارئین! قرآن مقدس میں تحریف کرنا ناممکن ہے جب بھی کسی نے ایسی ناپاک جسارت کی کوشش کی تو اس کے خلاف غیور مسلمانوں نے فوری طور پر ایکشن لیا اور اس کی اس ناپاک جسارت کو ناکام بنا دیا۔ مرزا قادیانی بھی ایسے ہی بدبخت لوگوں میں شامل ہے جس نے قرآن مقدس میں انحراف کرنے کی ناپاک جسارت کی اور قادیانی ذریت ابھی تک اسے اپنائے ہوئے ہے۔ آیئے مرزا قادیانی کی طرف سے تحریف قرآن کی ناپاک جسارت کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) ''جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر

باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ **انـا انـزلـنا قريباً من القاديان** تو میں نے سنکر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا''

(ازالہ اوہام حصہ اول ص 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140) [3]

(ب) اسی طرح مرزا قادیانی اپنی کتاب ''نور الحق'' حصہ اول مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 63 پر رقمطراز ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'و **جادلهم بالحكمة و الموعظة الحسنة** '' یہ عربی عبارت درج کرنے کے بعد حاشیہ میں سورۃ النحل آیت نمبر 126 کا حوالہ دیا گیا ہے جبکہ سارے قرآن مجید میں یہ عبارت کہیں پہ بھی موجود نہیں۔ (۴)

(ج) قرآن مقدس میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 8 کے الفاظ اس طرح ہیں کہ

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ

جبکہ اس میں تحریف کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَ عَلَیْکُمْ

(بحوالہ براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص 601 حاشیہ) [5]

(4) قادیانی ذریت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید دوبارہ مرزا قادیانی پر اترا ہے اس کا اظہار کرتے ہوئے مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں رقمطراز ہے کہ

''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش

آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے۔''

(کلمۃ الفصل ص 173 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) [6]

(5) مرزا اپنے آپ کو قرآن کی مانند قرار دیتے ہوئے کہتا ہے کہ

''ماانا الا کالقرآن و سیظهر علی یدیی ماظهر من الفرقان''

ترجمہ؛ میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔

(بحوالہ تذکرہ ص 570 طبع چہارم از مرزا قادیانی) [7]

(6) ''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پہ نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 140) [8]

(7) ''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے''

(تحفہ گولڑویہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 51) [9]

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْـهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَـنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِيْرًا (سورۃ النساء:115)



جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اُسے اُسی طرف لگا دیتے ہیں جسطرف وہ خود متوجہ ہو اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے بہت بُرا ٹھکانہ۔



حوالہ نمبر:1

روحانی خزائن جلد ۱ ۶۲۳ براہین احمدیہ حصہ چہارم

﴿۵۲۲﴾ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا.[1] وَلَوْ شِئْنَا
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا
كَبِيْرًا[2] وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

کے سخت صدمات کے بیچ میں دے کر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچھ اس کے دل اور جان سے نہیں نکلتا۔ اسی کے درد سے لذت پاتا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

دوسرے تمام لوگ اُس کی متابعت اور اس کی محبت کی طفیل سے علی قدر متابعت ومحبت مراتب پاتے ہیں۔ فما اعظم شان کماله اللّٰهم صل علیه و آله۔ اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ الہام یہ ہے۔ اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ پر راضی اور تو اس پر راضی۔ پھر میرے بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں اندر آ جا۔ خدا نے تجھ پر احسان کیا اور تیرے دوستوں سے نیکی کی اور تجھ کو وہ علم بخشا جس کو تو خود بخود نہیں جان سکتا تھا۔ اور اگر تو خدا کی نعمتوں کو گننا چاہے تو یہ تیرے لئے غیر ممکن ہے۔ پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور
﴿۵۲۲﴾ اردو میں اور ایک انگریزی میں ہوا۔ وہ بھی بغرض افادہ طالبین لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین وآسمان ان الہامات کے بعد ایک ایسی پیشگوئی چند آریوں کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہیں پوری ہوئی کہ جس کی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہیں۔ سو اگرچہ اس کے لکھنے سے کسی قدر طول ہی ہو۔ لیکن بہ نظر خیر خواہی

[1] الفرقان:۴۹، ۵۰ [2] الفرقان:۵۲، ۵۳

حوالہ نمبر:2

اِس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اِس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر مَیں ﴿۲۱۱﴾
خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اِن الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو الہام ہوا کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُس کو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اِس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اَب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

حوالہ نمبر:3

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔ افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور ﴿۷۸﴾
حضرت مسیح کی نسبت یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم اُنہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے دیکھیں گے اور یہ اعجوبہ ہم بچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے آسمان سے اُترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافًا کثیرًا. قل لو اتبع اللّٰہ اھواءکم لفسدت السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولبطلت حکمتہ وکان اللّٰہ عزیزًا حکیمًا. قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہٖ مددًا. قل ان ﴿۷۶﴾
کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ وکان اللّٰہ غفورًا رحیمًا. پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں)۔ اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں
نے اِن فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنٰہ قریبًا من القادیان تو میں نے سُنکر بہت تعجب کیا کہ ﴿۷۷﴾
کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب مَیں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا

حوالہ نمبر:4

تخرجنا من اوطاننا او يجعل الناس نصارىٰ ظلمًا وجبرًا كلا بل انها
ہمیں ہمارے وطنوں سے نکالتی ہو یا لوگوں کو جبرًا اور ظلم سے عیسائی بناتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہمارے لئے
بريّة من كل هٰذه الالزامات بل هى لنا من المعينين ثم انظر الى احكام
مددگاروں میں سے ہے پھر قرآن کے اُن حکموں پر نظر ڈالو جن میں خدا تعالیٰ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیں اُن
علّمنا القرآن للذين احسنوا الينا وراعوا شؤوننا وكفلوا شجوننا وما نونا
کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے جو ہم پر احسان کریں اور ہمارے کاموں کی رعایت رکھیں اور ہماری حاجات کی
وآوونا بعد ما كنا تائهين. ايمنعنا ربّنا من ان نحسن الى المحسنين و
متکفل ہو جائیں اور ہمارے بوجھوں کو اُٹھالیں۔ اور ہمیں پریشان گردی کے بعد اپنی پناہ میں لے آویں کیا خدا تعالیٰ ہم
نشكر المنعمين. كلا بل القرآن يأمر بالقسط والعدل والاحسان
اِس سے منع کرتا ہے کہ ہم نیکی کرنیوالوں کے ساتھ نیکی کریں اور دلی نعمتوں کا شکر ادا کریں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو انصاف اور عدل اور
والله يحب المقسطين. وقد قال فى القرآن ولتكن منكم اُمّة يدعون
احسان کرنے کیلئے فرماتا ہے اور وہ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور قرآن میں اُس نے یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے ہمیشہ
الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وما قال ولتكن منكم
ایسے لوگ ہوتے رہیں جو نیکی کیطرف بلاویں اور امر معروف اور نہی منکر کریں اور یہ نہیں کہا کہ تم میں سے لوگ ہمیشہ ایسے
اُمّة يقتلون الكفار ويدخلونهم جبرًا فى دينهم وقال جادلهم
ہوتے رہیں کہ جو کافروں کو قتل کریں اور اُنکو اپنے دین میں جبرًا داخل کرتے رہیں اور اُس نے تو کہا کہ عیسائیوں
(اے جادل النصارىٰ) بالحكمة والموعظة الحسنة وما قال اقتلوهم
سے حکمت اور نیک نصیحت کے طور پر بحث کرو اور یہ نہیں کہا کہ اُن کو تلواروں سے قتل کر ڈالو۔ مگر اس
بالسيوف والصوارم الا بعد صدهم عن سبيل الله ومكرهم لاطفاء
حالت میں جبکہ وہ دین سے روکیں اور اسلام کا نور بجھانے کے لئے منصوبے برپا کریں اور دشمنوں
نور الاسلام وقيامهم فى مقام المعادين فانظر ما قال ربّنا رب العٰلمين.
کے مقام میں کھڑے ہو جائیں پس دیکھ تو سہی ہمارے پروردگار نے جو تمام عالموں کا رب ہے کیا کچھ فرمایا ہے۔

ل آل عمران: ۱۰۵ ے النحل: ۱۲۶

حوالہ نمبر:5

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

برخلاف قسمِ دوم کے کہ اُس میں اِنفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی
﴿۵۰۵﴾ کی قسمِ سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ
جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت داخل
نہیں۔ تب تک کچھ رگ و ریشہ ظلم کا اس میں باقی ہے کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خلق آدم فاكرمه ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔ جرى الله فى حلل الانبياء
جری اللہ نبیوں کے حلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور
مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلّہ انبیاء
امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ۔ پس یہ لوگ
اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وكنتم على شفا حفرة فانقذكم
منها ۔ اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا
﴿۵۰۵﴾ فرمایا۔ عسٰى ربكم ان يرحم عليكم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين
حصيرا ۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ
اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو
کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر
ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض
جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا
ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا
اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

حوالہ نمبر:6

نمبر ۴ ریویو آف ریلیجنز ۱۷۳

قرار دیدیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دو ہی ہیں[1] حضرت موسیٰؑ اور نبی کریمؐ۔ انکے سوا جتنے نبی ہیں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا معترض کے اصل کو بیکر سوائے دو نبیوں کے اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ خدا تو کہتا ہے کہ مومن کا یہ قول ہونا چاہیئے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اے کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل طلب الفاظ میں کہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی مرسلین کے بھیجنے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں پس جب ماموریں کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بیہودہ ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد کسی امر کے ماننے کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کے انکار کرنے والوں کو یہودی اور نصاریٰ ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ مجھے تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فرماویں کہ ایک وقت میری امت پر ایسا آئیگا کہ ان کے درمیان سے قرآن اٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا لیکن ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت ماموریں کی اغراض پر غور کرے کیونکہ یہ دھوکا قلت تدبر کی وجہ سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ لامذہب ہیں اسلیئے

[1] حاشیہ اسجگہ موسیٰ اور ایسے صاحب شریعت انبیاء کا ذکر ہے۔ منہ

حوالہ نمبر:7

۵۷۰

(۴) کَتَبْتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَحْمَةً وَّکَتَبْتُ لَکَ رَحْمَةً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔[1]

(۵) نَزِیْدُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَصِدْقِكَ وَوَفَآئِكَ۔[2]

(اَیْ نَزِیْدُ بَرَکَاتٍ یہ خدا کی طرف سے نہیں صرف تفہیم ہے میرے لفظوں میں)

(۶) کُلُّ مُکَذِّبٍ جَآءَ۔ یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا۔ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔[3]

(۷) مَآ اَنَا اِلَّا کَالْقُرْاٰنِ وَسَیَظْهَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ۔[4]

(۸) رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک فراخ اور خوبصورت اور چمکدار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جا رہا ہوں اور وہ چوغہ میرے پاؤں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں۔

(۹) خدا اُس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا۔ (نامعلوم کس کے متعلق یہ الہام ہے)۔

(۱۰) رؤیا دیکھا کہ ایک بھونچال آیا۔ کچھ دہشت ناک معلوم ہوا اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آ گئے مبارک میرے ساتھ تھا اور خفیف خفیف بارش کے قطرے خوشنما برس رہے تھے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء

(الف) "موت، تیراںؔ ماہ حال کو

غالباً تیراںؔ ماہ حال سے مراد تیراںؔ ماہ شعبان ہے۔ واللہ اعلم۔ اور میں نہیں جانتا کہ تیراںؔ ماہ حال سے یہی شعبان ہے یا کسی اور شعبان کی تیراںؔ تاریخ۔ اور میں قطعی طور پر نہیں جانتا کہ کس کے حق میں ہے۔ اس لئے طبیعت غمگین ہے۔ خدائے تعالیٰ فضل کرے۔ آمین۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

[1] (۴) تجھ پر ایمان لانے والوں کے لئے میں نے رحمت لکھ دی ہے اور تیرے لئے دُنیا اور آخرت میں میں نے رحمت لکھ دی ہے۔

[2] (۵) تیری رحمت اور صدق اور وفا میں ہم زیادتی کریں گے۔ یعنی تجھ پر برکات کی زیادتی کی جائے گی۔

[3] (۶) سب مکذب آئے اور کہنے لگے۔ اے عزیز ہم اور ہمارے اہل و عیال تکلیف میں ہیں اور ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ پس ہمیں پورا ناپ تول دے۔ اور ہم پر صدقہ کر۔ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

[4] (۷) میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔

حوالہ نمبر:8

اشاعۃ السنۃ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب مَن اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سُن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے اُن کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ محدّثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدّثین نے تو مُردوں سے روایت کی ہے اور اہل کشف زندہ حیّ و قیّوم سے سنتے ہیں۔ پس آپ کا اُس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام حکم رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتبہ اُس کو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے اور ہم اِس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اِس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں ﴿۴۱﴾ کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اِس دعویٰ کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اِس دعویٰ کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

مَیں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ موضع مُدّ میں فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال اُنہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دار قطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند **تحریف** ہے۔ خدا نے **قمر** کے خسوف کے لئے اپنی سنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی